احمدی احباب کی تعلیم و تربیت کے لئے

روزنامہ **الفضل** ربوہ

فون: ۴۴۹ ایڈیٹر: نسیم سیفی رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

جلد ۴۲/۷۷ | اتوار۔ ۱۹۔ جمادی الاول ۱۴۱۳ھ، ۱۵ نبوت ۱۳۷۱ہش۔ ۱۵۔ نومبر ۱۹۹۲ء | نمبر ۲۶۲

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اولاد کے ساتھ حُسنِ سلوک کی ضرورت

"اولاد کے ساتھ حُسنِ سلوک اور رحمت کے ساتھ تربیت کرنا اس لئے بھی نہایت ضروری ہے تاکہ بعد میں بڑے ہو کر اس اولاد کا اپنے والدین سے اسی طرح رحمت نرمی اور (بخشش) کا تعلق ہو۔ اگر بچپن ہی سے والدین اپنی زندگی کی لذتوں میں منہمک پڑے ہوں اور اولاد کو سکولوں کے سپرد کر دیں یا معاشرے کے سپرد کر دیں اور انکی تربیت میں جو ذاتی تعلق پیدا کرنا چاہیئے وہ تعلق پیدا نہ کریں تو اولاد کی دعا انکے حق میں نہیں سنی جائے گی"

(ارشاد حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

بیت الفضل لندن سے دنیا بھر میں براہِ راست ٹیلی کاسٹ ہونیوالا حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع ایدہ اللہ کا خطبہ

بیدار مغزی اور مسلسل محنت سے افراد جماعت کو فحاشی کی برائیوں سے بچائیں

بے حیائی وقتی طور پر توجّہ پیدا کرتی ہے مگر اس کا انجام جانوروں کے معیار تک گر جانا ہوتا ہے

بے حیائی کا جرائم سے گہرا تعلق ہے امریکہ میں جرائم کی بڑی وجہ یہی ہے

سیّدنا حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبہ فرمودہ ۱۳۔ نومبر ۱۹۹۲ء کا خلاصہ

لندن: ۱۳ نومبر۔ سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا ہے کہ مغرب سے آنے والی بدیوں میں سے جنسی بے راہ روی اور فحاشی کی برائیاں گندی فلموں اور بے حیائی کی تصاویر کے ذریعہ مشرقی ملکوں اور پاکستان میں بھی پھیل رہی ہیں۔ جماعت احمدیہ کے نظام کو چاہیئے کہ وہ خاص طور پر احمدی نوجوانوں کو اس سے بچانے کے لئے خود کو چوکس رکھیں اور بیدار مغزی مسلسل محنت اور توجہ سے جماعت احمدیہ کے افراد کی حفاظت کریں۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے یہ ارشادات اس خطبہ میں فرمائے جو آج لندن کی بیت الفضل سے دنیا بھر میں مواصلاتی سیارے کے ذریعے لائیو (براہ راست) ٹیلی کاسٹ کیا گیا۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کینیڈا کے دورے سے پہلے خطبات میں خیانت کا مضمون زیر بحث تھا۔ حضور ایدہ اللہ نے اللہ تعالیٰ کے کلام کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تمہاری خیانتیں ایسی نہیں ہوں گی کہ ان کو نظر انداز کر سکو یا چھپا سکو۔ ایک دن تمہیں ان کا حساب دینا ہوگا۔

اور یہ وہ دن ہوگا جس دن دل دھڑکتے ہوئے حلق میں آجائیں گے اور جس دن کوئی شفیع تمہاری شفاعت نہیں کر سکے گا۔ اللہ تعالیٰ آنکھوں کی خیانت کو جانتا اور ان باتوں سے بھی باخبر ہے جن کو تم دل میں چھپائے رکھتے ہو۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اس میں آنکھوں کی خیانت کا جو ذکر ہے یہ بہت اہم مضمون ہے۔ اگر آنکھیں خیانت سے بچ جائیں تو دل بہت سے جھنجھٹوں سے بچ جاتے ہیں۔ عام طور پر بدی نظر سے پیدا ہوتی ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ایک اور جگہ فرمایا ہے کہ تم اپنی نظر کو آزادانہ آوارہ نہ پھرایا کرو۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ للچائی نظروں سے دوسروں کی چیزوں کو دیکھنا سخت بدی کی بنیاد رکھ دیتی ہے۔ آنکھ کی حرص دل کو پیغام دیتی ہے کہ فلاں کی چیز کو حاصل کر لیا جائے اور پھر اس کے بعد ذہن ساری سکیمیں تیار کر کے جائز و ناجائز اپنا مقصد حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اس طرح دل و دماغ اس ساری سازشش کی آماجگاہ بن جاتے ہیں۔ جس کی ابتدا آنکھ سے ہوتی ہے۔ اس سارے حصے کی ابتداء آنکھ کی حفاظت سے ہوتی ہے۔ جس طرح کہا جاتا ہے کہ سرحدوں پر گھوڑے باندھ کر رکھو اسی طرح آنکھ وہ سرحد ہے جہاں سے خیانت کے خلاف دفاع کیا جا سکتا ہے۔ آنکھ سے وہ برائی دل کی پناہ میں آتی ہے۔ انسان سوچتا ہے کہ میرے دل کا کسی کو کیا پتہ؟ لیکن اللہ فرماتا ہے کہ وہ ان تمام باتوں اور ان کے مراحل سے واقف ہے۔

خیانت کے مضمون کی بہت سی شاخوں کا ذکر کرتے ہوئے حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ایک حدیث کا ذکر فرمایا جس میں تین شخص ایسے ہیں جن کی برائیوں کا خصوصی تذکرہ کیا گیا ہے۔ ایک وہ جس نے عہد کر کے دھوکا دیا۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا اس میں بیعت کا عہد بھی شامل ہے یہ بڑی سخت اور سنگین عہد شکنی ہے۔ پھر اس میں ذکر ہے کہ دوسری بات یہ ہے کہ وہ شخص جس نے کسی آزاد شخص کو غلام بنایا اور پھر اسے بیچ دیا۔

تیسری بات جو یہاں بیان ہوئی ہے اس کا ذکر کرتے ہوئے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تیسری بد دیانتی یہ ہے کہ مزدور کو اجرت پر رکھے اور اس کا حق ادا نہ کرے۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ اس سے یہ غلط فہمی نہیں ہونی چاہیئے کہ کسی سے جو اجرت طے کی جاتی ہے اس کو ادا کر دیا جائے تو حق ادا ہو

باقی ص ۸ پر

درخواست دعا

مکرم چوہدری ظہور احمد صاحب باجوہ ایڈیشنل ناظر اصلاح و ارشاد (تعلیم القرآن) ربوہ جو پرانے خادم سلسلہ ہیں ان کی صحت کچھ عرصہ سے خراب چلی آرہی ہے جس کی وجہ سے کمزوری لاحق ہو رہی ہے صحت دن بدن گر رہی ہے۔ احباب جماعت سے درخواست ہے کہ اس مخلص خادم سلسلہ کی صحت یابی اور خدمت سے معمور طویل فعال زندگی کے لئے دعائیں کریں۔

تقریب شادی

مکرم منور احمد فضل صاحب ابن مکرم سلیم الدین احمد صاحب صدر محلہ دار الیمن غربی ربوہ کی شادی ہمراہ عزیزہ مکرمہ خولہ انجم صاحبہ بنت مکرم قریشی مبارک احمد صاحب مربی سلسلہ بتاریخ ۵۔ نومبر ۱۹۹۲ء انجام پائی۔ مورخہ ۶۔ نومبر کو دعوت ولیمہ کا انعقاد کیا گیا۔ جس میں محترم مولانا نسیم سیفی صاحب ایڈیٹر روزنامہ الفضل نے دعا کرائی۔

عزیزہ مکرمہ خولہ انجم صاحبہ محترم قریشی عبد الرحمن صاحب (جنہوں نے راہِ خدا میں جان قربان کی) سابق امیر ضلع سکھر کی پوتی اور مکرم قریشی ناصر احمد صاحب جو سات سال تک اسیر راہ مولا رہے کی بھتیجی اور مکرم عبد الاحد صاحب بھاگلپوری آف رہڑی کی نواسی ہیں۔

مکرم منور احمد صاحب مکرم سید عبد الودود صاحب سابق امیر جماعت کھلنا (بنگلہ دیش) کے نواسے اور مکرم ہاشم الدین احمد صاحب آف بیر ہائیک تشا (میمن سنگھ بنگلہ دیش) کے پوتے ہیں۔

احباب کرام سے اس رشتہ کے ہر جہت سے کامیاب اور مثمر بثمرات حسنہ ہونے کے لئے درخواست دعا ہے۔

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ
پبلشر: آغا سیف اللہ، پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس۔ ربوہ
مقامِ اشاعت: دار النصر غربی۔ ربوہ
قیمت
ایک روپیہ پچاس پیسے

۱۵۔ نبوت ۱۳۷۱ ہش ـ ۱۵۔ نومبر ۱۹۹۲ء

امن۔ کہاں ہے؟

بوسنیا کے مسلمانوں کی بے پناہ ہلاکت کے سامان شب و روز بروئے کار لائے جا رہے ہیں۔ ان کے لئے نہ جائے ماندن نہ پائے رفتن۔ وہاں رہیں تو موت کے منہ میں جانا۔ پناہ گزین بن کے کہیں اور جائیں۔ تو راستوں میں موت منہ کھولے کھڑی ہے۔ حملوں پہ حملے ہوتے ہیں۔ نہ مرد محفوظ نہ عورتیں اور نہ بچے۔ نہائت بیدردی سے انہیں ختم کیا جا رہا ہے۔ بعض تجزیہ نگار تو کہتے ہیں کہ یہ جنگ سیاسی سے زیادہ اب مذہبی ہوگئی ہے۔ عیسائی تنظیمیں پُشت پناہی کر رہی ہیں اور مسلمانوں کا نام و نشان مٹایا جا رہا ہے۔ بعض امدادی کارروائیاں ہو تو رہی ہیں۔ لیکن وہ بھی غیر یقینی ہیں۔ اور یہ بھی کہا جاتا ہے امداد دینے والے بھی سرد مہری سے کام لے رہے ہیں۔

فلسطینی مقبوضہ علاقوں میں دن رات بے چینی کی کیفیت پائی جاتی ہے۔ احتجاج جاری ہے اور اسرائیلی فلسطینیوں کو اپنی گولیوں سے بھون رہے ہیں۔ ان کے لئے نہ انسانی جان احترام کا تقاضا کرتی ہے اور نہ جنازوں سے ان کا دل پسیجتا ہے۔ نہ احتجاج ختم ہونے کا نام لیتا ہے نہ اسرائیلیوں کی بے دردی۔

لبنان میں بھی اسرائیلیوں کے حملے ہلاکت کا باعث بن رہے ہیں۔ آئے دن نہ صرف عمارتیں تباہ ہوتی ہیں اور ویرانی کا باعث بنتی ہیں۔ بلکہ جانیں بھی ہلاک ہوتی ہیں اور یہ عمل دیر سے جاری ہے۔ اور اس کے ختم ہونے کے امکانات نظر نہیں آتے۔ جنگ بندی ہونے کے بعد پھر جنگ کا آغاز ہو جاتا ہے۔ اور یہ بار بار ہو رہا ہے۔ نہ لبنانیوں کی کوئی داد رسی کر سکتا ہے۔ اور نہ اسرائیلیوں کا ہاتھ کوئی روکتا ہے۔

افغانستان میں افغانیوں کی حکومت قائم ہو جانے کے باوجود بے یقینی کی کیفیت جاری ہے۔ ایک دوسرے سے لڑائی جاری ہے۔ ہزاروں موت کی نذر ہو جاتے ہیں تو ان سے بہت زیادہ زخمی ہو کر ہسپتالوں میں اور سڑکوں پر پڑے ہوتے ہیں۔ ایک کے بعد دوسرا صلح نامہ ناکام ہو جاتا ہے اور عوام پستے چلے جا رہے ہیں۔ مکمل طور پر امن کب ہوگا۔ یہ کوئی نہیں کہہ سکتا۔ اور کوئی کہے بھی کس طرح۔

دنیا کے نقشے پر نظر دوڑا کر دیکھئے۔ امن کہاں ہے۔ اور ہے تو کتنا ہے اور عجیب بات یہ ہے کہ مارے مسلمان ہی جا رہے ہیں۔ ہم ان کے لئے دست بدعا ہیں اور باقی دنیا کے لئے بھی/ اللہ تعالیٰ سب کو امن عطا کرے۔

کس کے دھوکے میں آگئے ہیں آپ
آپ کو ورغلا لیا کس نے
آپ کو دُھوپ میں کھڑا کر کے
اپنا چہرہ چُھپا لیا کس نے

ابوالاقبال

مانگنے سے ہمیں بھی عار نہیں
آپ کہہ دیجے بار بار نہیں

آپ اگر جیت لے گئے دل کو
آپ کی جیت میری ہار نہیں

موت پر تو یقین ہے مجھ کو
زندگی کا ہی اعتبار نہیں

لوحِ تقدیر میری ہوگی، مگر
مجھ کو کاتب پر اختیار نہیں

یاد تو اب بھی انکی باقی ہے
لیکن اب ان کا انتظار نہیں

پیار اگر جرم ہے تو میں اس کا
معترف ہوں پہ شرمسار نہیں

جسم و جاں تھک گئے مگر ناہیدؔ
دل کو شائد ابھی قرار نہیں

عبدالمنان ناہیدؔ

اپنے بچوں کے ایمان کی حفاظت کریں

حضور نے فرمایا:

"بہت ضروری ہے کہ نظام کا احترام سکھایا جائے۔ پھر اپنے گھروں میں کبھی ایسی بات نہیں کرنی چاہئے۔ جس سے نظام جماعت کی تخفیف ہوتی ہو یا کسی عہدیدار کے خلاف شکوہ پیدا ہوتا ہو۔ وہ شکوہ اگر سچا بھی ہے پھر بھی اگر آپ نے اپنے گھر میں کیا تو آپ کے بچے ہمیشہ کے لئے اس سے زخمی ہو جائیں گے آپ تو شکوہ کرنے کے باوجود اپنے ایمان کی حفاظت کر سکتے ہیں۔ لیکن آپ کے بچے زیادہ گہرا زخم محسوس کریں گے۔ یہ ایسا زخم ہوا کرتا ہے کہ جس کو لگتا ہے اس کو کم لگتا ہے جو قریب کا دیکھنے والا ہے اس کو زیادہ لگتا ہے۔ اس لئے اکثر وہ لوگ جو نظامِ جماعت پر تبصرے کرنے میں بے احتیاطی کرتے ہیں ان کی اولادوں کو کم و بیش ضرور نقصان پہنچتا ہے اور بعض ہمیشہ کے لئے ضائع ہو جاتی ہیں۔ واقفین بچوں کو نہ صرف اس لحاظ سے سمجھانا چاہیئے بلکہ یہ بھی سمجھانا چاہیئے کہ اگر تمہیں کسی سے کوئی شکایت ہے خواہ تمہاری توقعات اس کے متعلق کتنی ہی عظیم کیوں نہ ہوں اس کے نتیجہ میں تمہیں اپنے نفس کو ضائع نہیں کرنا چاہیئے۔"

(از خطبہ فرمودہ ۱۰۔ فروری ۱۹۸۹ء)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہماری تاریخ

مشرقی پنجاب سے آنے والے ایک لاکھ احمدیوں میں سے غالب اکثریت ان لوگوں کی تھی جو صرف تن کے کپڑے ہی بچا کر نکل سکتے تھے۔ اس صورتِ حال نے آبادکاری کے انتظام کے بعد جلد ہی ایک خطرناک اور سنگین خطرہ کھڑا کر دیا اور وہ یہ کہ جوں جوں سردی کے ایام قریب آنے لگے۔ ہزاروں ہزار احمدی مرد اور بچے اور بوڑھے سردی سے نڈھال ہونے لگے۔

حضرت امام جماعت الثانی سے اپنے خدام کی حالت دیکھی نہ جاتی تھی چنانچہ آپ نے مغربی پنجاب کے احمدیوں کے نام پیغام دیا کہ سردی کا موسم سر پر آپہنچا ہے انہیں اپنے مہاجر بھائیوں کے لئے بستروں کمبلوں اور توشکوں کا فوری انتظام کرنا چاہیئے۔ حضور کے اس پیغام کا مکمل متن حسب ذیل تھا۔

"اس وقت ایک لاکھ سے زیادہ احمدی مشرقی پنجاب سے مغربی پنجاب کی طرف منتقل ہو رہا ہے۔ جس طرح کتے لاشوں پر جھپٹتے ہیں اسی طرح (۔) جتھوں، پولیس اور ملٹری نے ان علاقوں کا مال و اسباب لوٹ لیا ہے۔ اکثر تن کے کپڑے بچا کر ہی نکل سکے ہیں۔ بستر بہت ہی کم لوگ لا سکے ہیں۔ ہزاروں ہزار بچے اور عورت سردی سے نڈھال ہو رہا ہے۔ پانچ ہزار آدمی اس وقت صرف ہمارے پاس جودھامل بلڈنگ اور دوسری بلڈنگوں اور ان کے ملحقہ میدانوں میں پڑا ہے۔ ان میں سے اکثر قادیان سے آئے ہوئے ہیں۔ جن میں زیادہ مکانوں اور جائیدادوں والے تھے۔ مگر ان کے مکانوں پر (۔) نے قبضہ کر لیا ہے اور ان کے گھروں کو (۔) نے لوٹ لیا ہے۔ قادیان کے رہنے والوں کو یہ شوق ہوتا تھا کہ وہ اپنا مکان بنوائیں اس لئے عورتوں کے پاس زیور اور مردوں کے پاس روپیہ بہت ہی کم ہوتا تھا۔ اس لئے جب لوگوں کو قادیان چھوڑنا پڑا تو مکان اور اسباب سکھوں نے لوٹ لئے اور روپیہ اور زیور ان کے پاس تھا ہی نہیں۔ اکثر بالکل خالی ہاتھ پہنچے ہیں اور اگر جلد ان کے لئے کچھ کپڑے اور رضائیاں وغیرہ مہیا نہ کی گئیں تو ان میں سے اکثر کی موت یقینی ہے۔ اس لئے میں مغربی پنجاب کے تمام شہری، قصباتی اور دیہاتی احمدیوں کو توجہ دلاتا ہوں کہ آج ان کے لئے ایثار اور قربانی کا جذبہ دکھانے کا وقت آیا ہے اور سوائے ان بستروں کے جن میں وہ سوتے ہیں اور سوائے اتنے کپڑوں کے جو ان کے لئے اشد ضروری ہیں۔ باقی سب بستر اور کپڑے ان لوگوں کی امداد کے لئے دے دیں جو باہر سے آرہے ہیں۔ سیالکوٹ کی جماعت کو میں ہدایت کرتا ہوں کہ گورداسپور اور کئی اور جگہوں کے زمیندار وہاں بٹھائے جا رہے ہیں ان میں سے بھی اکثروں کے پاس کوئی کپڑا وغیرہ نہیں۔ جو پہلے بھاگ آئے ان کے پاس تو کپڑے ہیں۔ مگر جو بعد میں آئے ان کے پاس کوئی کپڑا نہیں۔ خصوصاً جو قادیان میں پناہ گزین تھے اور وہاں سے آئے ہیں۔ ان سب کا مال (۔) اور ملٹری نے لوٹ لیا تھا۔ ان میں سے ہر شخص کے لئے بستر اور کپڑے مہیا کرنا سیالکوٹ کی جماعت کا فرض ہے۔ ہمارے ملک میں یہ عام دستور ہے کہ زمیندار ایک دو بستر زائد رکھتے ہیں تاکہ آنے والے مہمانوں کو دیئے جا سکیں۔ ایسے تمام بستر ان لوگوں میں تقسیم کر دینے چاہئیں اور اپنے دوستوں اور رشتہ داروں اور عزیزوں سے بھی جتنے بستر مہیا ہو سکیں جمع کر کے ان لوگوں میں بانٹنے چاہئیں۔ اس کے علاوہ سیالکوٹ کی تمام زمیندار جماعتوں کو اپنا یہ فرض سمجھنا چاہیئے کہ تمام اردگرد کے تالابوں سے کسیر جمع کر کے اپنے چھکڑوں میں ان جگہوں پر پہنچائیں جہاں پناہ گزین آباد ہوئے ہیں۔ اسی طرح گنوں کی کھوری اور دھان کے چھلکے جمع کر کے ان لوگوں کے گھروں میں پہنچا دیں تاکہ بطور بستروں کے کام آسکیں۔

تمام جماعتوں اور پریذیڈنٹوں کو اپنی رپورٹوں میں اس بات کا بھی ذکر کرنا چاہیئے کہ انہوں نے اس ہفتہ یا اس مہینہ میں پناہ گزینوں کی کیا خدمت کی ہے۔ اور ان کے آرام کے لئے انہوں نے کیا کوششیں کی ہیں۔ سیالکوٹ کے علاوہ دوسرے اضلاع میں جو آدمی بس رہے ہیں ان کی امداد کے لئے بھی وہاں کی جماعتوں کو فوراً توجہ کرنی چاہیئے۔ اپنے زائد بستر ان کو دے دینے چاہئیں اسی طرح جو لوگ قادیان سے آرہے ہیں اور لاہور میں مقیم ہیں ان کے لئے بھی کچھ کپڑے بھجوانے چاہئیں۔ زیادہ کمبلوں لحافوں توشکوں اور تکیوں کی ضرورت ہے کیونکہ سردی روز بروز بڑھ رہی ہے اس کام میں دیر نہیں کرنی چاہیئے اور خواہ آدمی کے ذریعے سے یہ چیزیں بھجوانی پڑیں جلد از جلد یہ چیزیں ہمیں بھجوا دینی چاہئیں۔ اس کے علاوہ میں جماعتوں کو اس بات کی طرف بھی توجہ دلانی چاہتا ہوں کہ ان کے اردگرد کی منڈیوں وغیرہ میں اگر دکانیں نکالنے کا موقعہ ہو ایسی دکانیں جو غریب اور بے کس لوگ بغیر روپیہ کے جاری کر سکیں تو ان کے متعلق بھی فوراً مجھے چٹھیاں لکھیں تاکہ ایسے لوگوں کو جو تعلیم یافتہ ہیں اور تجارت کا کام کر سکتے ہوں وہاں بھجوا دیا جائے"۔

حضرت امام جماعت الثانی کے اس پُر درد اور اثر انگیز پیغام نے پاکستان کی احمدی جماعتوں پر بجلی کا سا اثر کیا۔ اور انہوں نے اپنے پناہ گزین بھائیوں کی موسمی ضروریات کو پورا کر دینے کی ایسی سرتوڑ کوشش کی کہ (۔) کی فضا پیدا ہو گئی۔ اور اس طرح حضرت امام جماعت کی بروقت توجہ سے ہزاروں قیمتی اور معصوم جانیں موسم سرما کی ہلاکت آفرینیوں سے بچ گئیں۔

مولانا جلال الدین صاحب شمس نے صدر انجمن احمدیہ پاکستان کی پہلی سالانہ رپورٹ میں حضور جیسے محسن آقا کے اس لطف و کرم اور شفقت و احسان کا تذکرہ مندرجہ ذیل الفاظ میں فرمایا:۔

"جماعت کا شیرازہ بکھر چکا تھا اور ہزاروں مرد اور عورتیں اور بچے بے سروسامانی کی حالت میں لاہور میں آکر آستانہ (امامت) پر پڑے تھے۔ سینکڑوں تھے جنہیں تن پوشی کے لئے کپڑوں کی ضرورت تھی اور ہزاروں تھے کو خوردونوش کی فکر تھی اور سینکڑوں تھے جو سردیوں کی تاب نہ لا کر بیمار اور مضمحل ہو رہے تھے۔ مزید برآں موسم سرما قریب آرہا تھا۔ اور ان غریبوں کے پاس سردیوں سے بچنے کا کوئی سامان نہ تھا۔ پھر ان لوگوں کو مختلف مقامات پر آباد کراتے اور ان کی ضروریات معاش کے لئے حسبِ حالات کوئی سامان کرنے کا کام بھی کچھ کم اہمیت نہ رکھتا تھا۔ یہ مشکلات ایسی نہ تھیں جو غیر از جماعت لوگوں پر نہیں آئیں لیکن ان کا کوئی پرسانِ حال نہ تھا۔ اور ہمارا ایک مونس و غمخوار تھا۔ جب وہ لوگ پراگندہ (۔) کی مانند مارے پھر رہے تھے۔ ہم لوگوں کو آستانہ (امامت) کے ساتھ وابستہ رہنے کی وجہ سے ایک گونہ تسکینِ قلب حاصل تھی۔ حضرت امام جماعت نے اپنے خدام کی تکالیف کو دیکھا اور ان کے مصائب کو سنا اور ہر ممکن ذریعہ سے نہ صرف سلسلہ کی طرف سے بلکہ ذاتی طور پر ان کی دلجوئی کے سامان کئے۔ اپنے رُوح پرور کلام سے ان کی ہمتوں کو بڑھایا اور ان کے حوصلوں کو بلند کیا۔ مہاجر غرباء کی تن پوشی کے لئے تحریک کر کے ذی استطاعت اور مخیّر اصحاب سے کپڑے مہیا کروائے اور سلسلے کے اموال کو بے دریغ خرچ کر کے ان کو فقر و فاقہ کی حالت سے بچایا۔ بیماروں کے لئے ادویات اور ڈاکٹروں کا انتظام کروایا۔ اور لاہور سے جا کر باہر آباد ہونے والوں کیلئے حسب ضرورت زادِ راہ مہیا کیا اور ان کے گذارہ کے ہر اخلاقی اور مالی امداد فرمائی۔ موسم سرما میں کام آنے والے پارچات مہیا کروائے۔

لجنہ کالم

۱۱ر اپریل ۱۹۴۷ء کو حضرت امام جماعت الثانی نے فرمایا........

ہم اکثر عورتوں کو دیکھتے ہیں کہ وہ کچھ نہ کچھ زیور ضرور رکھتی ہیں عورتوں کو زیور پہننے کا شوق ہوتا ہے خواہ ایک دو روپے کی چیز ہی کیوں نہ پہنیں۔ اور غریب سے غریب عورت بھی آٹھ آنے کی بالی ضرور پہنتی ہے۔ ہر شخص جو دیتا ہے اسکے مطابق ہی ثواب ملتا ہے.......

تو ایک اٹھنی کی بالی پہننے والی ایک پائی دے کر اسکے برابر ثواب حاصل کر لیتی ہے اور وہ دونوں ثواب میں ایک جیسی شریک ہیں۔ میں بیان کر رہا تھا کہ اکثر عورتوں کے پاس کچھ نہ کچھ زیور ضرور ہوتا ہے اگر ہم سمجھیں کہ ہماری جماعت میں بیس ہزار عورتیں ہیں اور ہم اوسط قیمت ہر ایک کے زیور کی پچاس روپے رکھیں تو دس لاکھ روپیہ بنتا ہے۔ اور اس طرح دس ہزار روپیہ چندہ آسکتا ہے.........

مجھے عورتوں نے لکھا ہے کہ ہم اپنے زیور بیچ کر بھی یہ رقم پوری کرنے کو تیار ہیں۔ میں نے ان کو جواب دیا ہے کہ تم بھی اپنے حصے کے مطابق قربانی کرو۔ لیکن عام رقم سے پورا کرنے کے لئے یہ بوجھ تم پر نہیں ڈالا جا سکتا۔ مرد پہلے ہیں۔ اور تم بعد میں۔ پہلا قدم مردوں کے لئے ہے اور دوسرا قدم تمہارے لئے۔ چونکہ مردوں کو دوہری جائیداد ملتی ہے۔ اسلئے دوہری قربانی کا بار بھی ان پر پڑنا چاہیئے۔ باپ کے ورثہ میں دو روپے بھائی کو ایک روپیہ بہن کو ملتا ہے

باقی صٹ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پروفیسر میاں محمد افضل

ایک آواز ـــ دنیا کے کناروں تک

کچی سڑک پہ دھول اڑ رہی ہے۔ یکّے اور تانگے قطار اندر قطار بڑی تیزی سے بھاگے چلے جا رہے ہیں۔ دیارِ یار کی طرف کشاں کشاں۔ شاداں و فرحاں۔ کچی سڑکیں گڑھے گڑھے ہو رہی ہیں۔ کیا کشش ہے اس چھوٹے سے گمنام قصبے میں کہ لوگ کھچے چلے آ رہے ہیں دلوں میں ایک اُمنگ، چہروں پہ اشتیاقِ دید کی بڑھتی ہوئی سُرخی۔ آنکھیں اُس پیاری بستی کے سنگِ میل کی متلاشی اور جب اس مینارہ سے پھوٹتی ہوئی روشنی کی کرن ان مشتاقانِ دید تک پہنچتی ہے تو چہرے کھِل اُٹھتے ہیں، آنکھوں میں چمک آجاتی ہے۔ سر اللہ کے حضور جھک جاتے ہیں۔ ایک چھوٹا سا گمنام گاؤں قریب آ رہا ہے۔ منزل قریب آتی ہے تو قدم تیز تر ہو جاتے ہیں اور جس نے منزل پالی وہ یقیناً خوش نصیب ٹھہرا۔ مگر یہ منزل پالینے والے کتنے تھے؟ پہلی بار فقط ۷۵ افراد، جو دھول سے اَٹے ہوئے اُس پیارے کی پیاری بستی میں پیار سمیٹنے اکٹھے ہو گئے۔ پھر اس بستی کی آبادی بڑھی۔ آنے والوں کی ریل پیل ہوئی تو مشتاقانِ دید کی سہولت کے لئے اب ریل آن پہنچی۔ اب وہ کھچا کھچ بھری، خراماں خراماں چلی آ رہی ہے۔ جلسے کی رونقیں بڑھنے لگیں۔ ذرائع آمد و رفت بدلے۔ ریل کے ساتھ ساتھ کاریں اور بسیں بھی آ شامل ہوئیں مگر آج جو نظارہ ان آنکھوں نے دیکھا وہ حیران کُن تھا۔ آج ایک اور جلسہ کا انعقاد ہو رہا تھا۔ شرق و غرب۔ شمال اور جنوب سے فضاؤں کو چیرتے ہوئے چشم زدن میں بیسیوں میل کی مسافت طے کرنے والے ہوائی جہاز اس قصبہ سے کوئی دس گیارہ ہزار میل دور ایک خوبصورت شہر کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ دوسری طرف فرّاٹے بھرتی ہوئی کاروں کا ایک کارواں امریکہ اور کینیڈا کے مختلف شہروں سے ایک خوبصورت شہر کے ایک کونے کی طرف اُسی ذوق و شوق سے بڑھتا ہوا دکھائی دیتا ہے جس ذوق و شوق سے آج سے سو سال قبل وہ چند یکّے بٹالے سے ایک کچی سڑک پر قادیان پہنچے۔ یہ وہ پاک بستی تو نہیں۔ حضرت امام کی قیامگاہ بھی نہیں۔ مگر آج یہاں ایک پُرشکوہ مینار اپنی انگلی آسمان کی طرف اُٹھائے ان راہ گم کردہ سفید فام لوگوں کو پھر منزل کی خبر دے رہا ہے۔ کینیڈا کے اس کونے سے "اللہ بڑا ہے" کی صدا بلند ہو رہی ہے۔ ایک روشنی پھوٹ رہی ہے جو "اللہ نے چاہا تو" جلد چار سو پھیل جائے گی۔

مگر جب یہ مینار اور گنبد وجود میں آئے تو ارد گرد کی آبادیوں میں پہلے تجسس اُبھرا کہ یہ کیا ہو رہا ہے۔ یہ کیسی عمارت وجود میں آ رہی ہے؟ پھر اضطراب بڑھا کہ یہ کس مقصد کے لئے بنائی جا رہی ہے مگر جب پڑوسی سرائے محبت کے قریب آئے تو وہ گردِ ملال، وہ فکر و پریشانی کی لکیریں وہ ناگواری کے آثار، سب غائب ہو گئے کیونکہ یہاں انہیں پیغام ملا محبت کا۔ رواداری کا۔ باہمی عزت کا، مسرت اور شادمانی کا۔

بات ہو رہی ہے امریکہ اور کینیڈا میں بنائے جانے والے سب خانہ ہائے خدا سے بڑی بیت کی، جس کا ڈیزائن اتنا ماڈرن نقشہ اتنا خوبصورت۔ تعمیر اتنی اعلیٰ کہ یہ پُرشکوہ عمارت ہر کس و ناکس کو اپنی جانب کھینچتی ہے اس خوبصورت مینار کو دیکھیں جو آسمان کی طرف انگشت اُٹھائے ہے۔ آج وہ جو انگشت نمائی کرتے تھے۔ انگشت بدنداں ہیں کہ اس چھوٹی سی جماعت نے اس کفر گڑھ میں اتنی عظیم بیت تعمیر کر لی۔ جس میں ایک وقت میں کم از کم دو ہزار لوگ اللہ کے حضور اپنا سر جھکا سکتے ہیں۔ لفٹ ایک منزل سے دوسری منزل پہ لے جاتی ہے۔ ویل چیئر والوں کے لئے سہولت موجود۔ وضو کی جگہ اتنی پاک و صاف گویا طہارت کی صحیح ضامن ہو۔ نل موجود مگر ٹونٹی کو گھمانے والا ہینڈل غائب۔ یقیناً یہاں چُوک ہو گئی۔ مگر نہیں وہ نل تو اتنا حسّاس ہے کہ آپ ہاتھ اس کے نیچے لائے اور وہ آپ کی خدمت کو تیار ہو گیا۔ چھم چھم گرم پانی برسنے لگا۔ ہاتھ ہٹائیں تو پانی بند۔ یہی کیفیت گیلے ہاتھ سکھانے والی مشین کی ہے۔ آپ ہاتھ نیچے لے گئے، وہ جان گئی، اور اس نے اپنا عمل شروع کر دیا۔ خوب ہے! آج مشین بھی احساس کرنے لگ گئی ہے۔ کاش! خدمت کا احساس، کسی کے کام آنے کا احساس، انسانوں کو بھی نصیب ہو۔

میرے ٹوٹے پھوٹے الفاظ آپ کو اُس کیفیت کا احساس نہیں دلا سکتے جو اس نہایت ہی دلکش بیت الذکر میں کھڑے ہو کے ہوتا ہے۔ چلئے ایک نظر اس کی چھت پہ ڈال لیں۔ بہت خوبصورت مینار تو ارد گرد کے سبز اور سُرخ پتوں کے جھنڈ میں سے ہم نے دیکھ لیا۔ یہاں سے اُبھرتی ہوئی صدا ارد گرد کے باسیوں کو پانچ وقت خدا کی طرف بلا رہی ہے۔ مگر اس مینار کے ساتھ دو گنبد، دو گول دائرے۔ گویا کرّۂ ارض کے دو حصّے۔ مغربی دُنیا اور مشرقی دُنیا۔ مگر دونوں گنبد مینار سے پھوٹتی ہوئی روشنی سے جگمگا رہے ہیں۔ گویا اس روشنی نے کرّۂ ارض کو اپنی گرفت میں لے لیا۔ آج وہ روشنی جو ایک چھوٹے سے قصبے سے اُبھری تھی کرّۂ ارض پہ پھیل چکی ہے۔ یہ گنبد بھی نرالے ہیں۔ نہ پتھر نہ ٹائل، نہ سونا، نہ چاندی۔ بلکہ سٹین لیس سٹیل۔ چمکدار اور نمایاں طوفانِ باد و باراں۔ برف باری اور نم آلود ہوائیں اپنا سارا زور لگا لیں مگر ان کی روشنی مدہم نہیں ہو گی۔ چمکتے رہیں گے مسکراتے رہیں گے۔

کفر و الحاد کے درمیان یہ اللہ کا گھر وجود میں آیا کیسے؟ یہ ۴ء۵ ملین ڈالر سے تیار کردہ عمارت بنی کیسے؟ یہ دس کروڑ روپے کی رقم ہاتھ آئی کیسے؟ یہ کہانی بھی سُن لیجئے۔ ایک نو بیاہتا دلہن سونے میں لدی ہوئی پاکستان سے ابھی آئی ہے۔ اِس خانۂ خدا کی تعمیر کی آواز اُس کے کان میں پڑتی ہے۔ خدا کی محبت، سونے کی محبت پہ غالب آتی ہے۔ وہ فوراً اپنا پُورا زیور اتار کر اس کارِ خیر کے لئے پیش کر دیتی ہے۔ سونے کے زیور سے تو وہ عظیم لڑکی عاری ہو گئی۔ مگر زیورِ ایمان سے مالا مال ہو گئی۔ ایک طالب علم ایک ایک سینٹ جمع کر کے ایک بڑی رقم پس انداز کرتا ہے تا وہ یونیورسٹی میں تعلیم حاصل کر سکے۔ مگر اس کے کانوں میں ایک صدا پڑتی ہے۔ وہ پائی پائی لے کر حاضر ہو جاتا ہے۔ علم کی دولت بھی مل جائے گی جو ایمان کی دولت حاصل ہو جائے۔ ایک بزرگ جن کی طرف ریٹائرمنٹ کے مہیب سائے رینگ رہے ہیں۔ سر چھپانے کی جگہ اور ذریعہ آمدن ان کی اوّلین ترجیح ٹھہری وہ قریباً ایک لاکھ ڈالر پس انداز کرتے ہیں کہ اپنا گھر بنائیں گے مگر خدا کے گھر کا ذکر چھڑتا ہے تو سب ترجیحات بھول ساری رقم امام صاحب کے سامنے پیش کر دیتے ہیں۔ عاقبت سنورے تو زندگی بھی سنور جائے گی۔ توکل ہو تو ایسا۔ کمپیوٹر ایک محترمہ کے وعدہ کی شاید تین ہزار کی رقم کو تیس ہزار کر دیتا ہے وہ کمپیوٹر کو دوش نہیں دیتیں۔ اس غلطی کو الٰہی اشارہ سمجھتے ہوئے باقی رقم بھی لے کر حاضر ہو جاتی ہیں۔ اللہ اللہ کیا قربانیاں ہیں! اور کیا اُن کے رنگ! کیا جذبہ ہے۔ کیا ایمان ہے! اور اسی جذبہ نے کینیڈا کی نسبتاً غریب جماعتوں کو توفیق بخشی کہ انہوں نے ۱۰ کروڑ روپے پیش کر دیئے۔ مگر اس فن پارے پہ لاگت تو کہیں زیادہ آتی (ایک اندازے کے مطابق شاید ۱۰ ملین ڈالر یا ۲۳ کروڑ روپے) مگر نوجوان آگے آئے جو دھن پیش نہ کر سکے انہوں نے تن اور من حاضر کر دیئے اور ایسے بھی تھے جنہوں نے دھن دولت کے بھی ڈھیر لگائے اور پھر خود بھی میدان میں کود پڑے۔ کوئی زمین ہموار کر رہا ہے، اور زمین بھی کتنی؟ کوئی پچیس ایکڑ۔ کوئی ٹائلیں لگا رہا ہے۔ کوئی بجلی کا کام کر رہا ہے۔ انتھک نوجوان ایک عظیم مقصد کے حصول کے لئے کوشاں ہیں۔ بعض ایسے بھی تھے جنہوں نے (مقامی انگریزی اخبار کے مطابق) ۱۸، ۱۸ گھنٹے کام کیا۔ اور ہزاروں گھنٹے صرف کر کے ۲۳ کروڑ کا کام دس کروڑ روپے میں مکمل کر لیا۔ شاباش! اے نونہالانِ احمدیت۔ یہ جذبہ قائم رہا تو احمدیت کی تاریخ آپ کے کارہائے نمایاں سے جگمگاتی رہے گی۔

افتتاح کی تاریخ قریب آتی گئی۔ تو کام کرنے والوں کے ہاتھ تیز سے تیز تر ہوتے گئے لیکن ابھی تو کئی مراحل باقی ہیں۔ حضرت امام جماعت کی آمد کا وقت قریب آ رہا ہے۔ دوڑ بھاگ میں شدّت پیدا ہو گئی۔ مگر اس پراجیکٹ کے روحِ رواں کینیڈا کے امیر جماعت کے چہرے پر نہ گھبراہٹ ہے نہ پریشانی۔ اللہ تعالیٰ خود ہر مشکل آسان کر دے گا۔ اور ایسا ہی ہُوا۔ بلڈنگ تو کھڑی ہو گئی مگر بلدیہ اجازت دے تو اُس کے اندر قدم دھرا جا سکتا ہے۔ اور وہ اجازت ملی افتتاح سے فقط دو تین روز قبل۔ چلئے یہ مرحلہ بھی طے پا گیا۔

افتتاحی تقریب کیا ہوتی ہے؟ کیا جھنڈیاں لگاتے، غبارے لٹکاتے، آتشبازی چھوڑتے، ناچ و رنگ کی محفل بپا کرتے، زرق برق لباس پہنے، خوبصورت سٹیج سجاتے اور آرائشی محرابیں بناتے سے افتتاح ہوتا ہے؟ نہیں! افتتاحی تقریب کی شان ملاحظہ کیجئے۔ سادہ لباسوں میں ملبوس بندگانِ خدا شرق و غرب سے ٹورانٹو پہنچے۔ سب ہیبت میں چُپ چاپ اکٹھے ہو گئے۔ اپنے امام کا شدّت سے انتظار ہے۔ حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ پیچھے سے ایک بغلی دروازے سے داخل ہو کر منبر پہ جلوہ افروز ہوئے۔ کِھلے ہوئے چہرے پہ طمانیت۔ مسکراتی ہوئی آنکھوں میں ممنونیت

باقی صـ۵ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) بشارت احمد

اطاعت وخدمتِ والدین

آجکل کے اس دور میں یہ بات عام مشاہدہ میں آتی ہے کہ ہم میں سے اکثر لوگ یورپ اور امریکہ کی سائنسی ترقی سے اس قدر مرعوب ہو جاتے ہیں کہ وہ ان ترقی یافتہ اقوام کی اچھی باتوں کی طرف تو کم توجہ کرتے ہیں البتہ ان کی خرابیوں کو اپنانے کی طرف زیادہ رجحان پیدا ہو جاتا ہے۔ علم اور تحقیق میں ان کے نقش قدم پر چلنا تو اچھی بات ہے لیکن ان کی کمزور اور ناقص باتوں کی طرف توجہ کرنا اور نقل کرنا ایک معیوب چیز ہے۔

اہلِ مغرب مادی ترقی کی دوڑ میں اس قدر آگے نکل گئے ہیں۔ اور اس رفتار سے ایک دوسرے کے ساتھ مقابلہ کر رہے ہیں۔ کہ ان کے گھر، خاندان معاشرہ کا بخیہ ادھڑ گیا ہے۔ نوجوان نسل بے راہ روی میں بہت آگے نکل گئی ہے۔ درمیانہ عمر کے لوگ شراب اور اس طرح کی دوسری خرافات میں سکون کو تلاش کرتے ہیں۔ اور عمر رسیدہ انسان "اولڈ ہومز" میں زندگی کے دن بوریت اور اکتاہٹ میں گزار رہے ہیں۔ اگر یہ والدین اپنے نوخیز بچوں کو کسی بات پر ڈانٹیں یا تنبیہہ کریں تو بچے پولیس کو بلا لیتے ہیں۔ وغیرہ وغیرہ۔ غرض اہل یورپ بشمول امریکہ نے جہاں سائنس کے میدان میں آسمان پر کمندیں ڈالی ہیں وہاں انہوں نے اپنی عائلی زندگی اور خاندانی معاملات اور بچوں کی پرورش اور والدین کے مستقبل اور بڑھاپے کے معاملہ میں سخت لاپرواہی اور غفلت برتی ہے۔ اور اب اس کا خمیازہ بھگت رہے ہیں۔

قابل ذکر اور برائے توجہ یہ بات ہے کہ ہم اس رَو میں نہ بہہ جائیں۔ دین حق نے اس میدان میں بھی ہماری بھرپور رہنمائی کی ہے۔ لہٰذا اس طرف بڑی توجہ اور خیال کی ضرورت ہے۔

۱۔ ایک بات ہمیشہ مدّنظر رہے کہ والدین کے لئے اولاد اس کا مستقبل ہے۔ اور اولاد کے لئے والدین اس کا "ماضی" ہے۔ والدین کو یہ چیز ذہن نشین رکھنی ضروری ہے۔ اگر والدین اس نفسیاتی مسئلہ کو ٹھنڈے دل و دماغ سے سمجھ لیں تو پھر قباحتیں اور بے قاعدگیاں بہت کم واقع ہوں گی۔

اب جہاں تک اولاد کا تعلق ہے یہ اس کا ایک بہت اہم فرض منصبی ہے کہ وہ ہر معاملہ میں والدین کی فرمانبرداری اور اطاعت کریں۔ یہاں تک حکم ہے کہ ماں باپ کا ہر حکم مانو۔ ہاں اگر وہ شرک کی تلقین کریں تو وہ کہا نہ مانو۔ اگر بچے اپنے بزرگوں کی اطاعت کریں ان کے کہے پر چلیں تو بہت کم امکان ہے کہ بچارے ماں باپ ان کے لئے کسی قسم کا بوجھ ثابت ہوں۔ یہ بابرکت وجود تو ان کے لئے دعائیں ہی کرتے رہتے ہیں۔ اور ان عمر رسیدہ۔ خزاں چشیدہ بزرگوں کا بوجھ تو گلاب کے پھول کے برابر ہوا کرتا ہے۔ راقم الحروف بفضل تعالیٰ اس میدان میں تجربہ کار ہے اور اب اس کے شیریں پھل کھا رہا ہے۔ سب تعریف اللہ تعالیٰ کے لئے ہے۔

باقی ص۶ پر

بقیہ ص۴ سے آگے

سفید پگڑی کا لہراتا ہوا ابھرا۔ مگر عجز و انکسار سے قدرے جھکا ہوا۔ افتتاحی خطبہ ارشاد ہوتا ہے۔ بیت سرائے محبت ہے۔ بیت جائے امن ہے۔ سب سر اللہ کے حضور جھک جاتے ہیں، اس رحیم و کریم آقا کے آگے جس کے لطف و کرم سے امریکہ اور کینیڈا میں بنائے جانے والے خانۂ خدا میں سے سب سے بڑی بیت وجود میں آئی۔ اور آج تقریباً تین ہزار لوگ اس کے اندر اور بہت سے اس کے باہر سربسجود ہیں۔ عجز و عاجزی سے جھکے ہوئے سر۔ تشکر سے لبریز آنکھیں۔ حمد و ثنا الاپتے ہوئے لب۔ یہ تھی افتتاحی تقریب سادہ مگر پُر وقار۔

مگر یہ تقریب تو ہوئی اُن کے لئے جنہوں نے اپنے امام سے وفا کا عہد باندھا۔ اسی شہر کے باسی بھی تو شریک ہونا چاہیں گے سو دوسرے روز ان کو بھی موقع دیا گیا۔ اور اب کے تقریب ایک عارضی طور پر بنائے ہوئے وسیع و عریض ہال میں ہوئی۔ روشنی کے مینار اور چمکتے ہوئے گنبدوں میں ایسی مقناطیسیت تھی کہ معززین شہر کھچے چلے آئے۔ اُن میں گورے بھی تھے کالے بھی۔ عیسائی بھی اور ہندو بھی، بدھ بھی اور سکھ بھی۔ کرسیاں بھرنی شروع ہوئیں۔ کم از کم پانچ سو مہمان اور کوئی آٹھ ہزار افرادِ جماعت باادب بیٹھ گئے۔ افتتاحی تقریبوں پر شادیانے بجتے ہیں اور یہاں بھی بج رہے تھے۔ مگر تھے قدرے مختلف۔ ٹھاہ۔ ٹھاہ کی آوازیں زور پکڑ رہی تھیں۔ مگر یہ شادی کے گولے نہیں تھے بلکہ ایک نرالا ساز جو قدرت بجا رہی تھی۔ یہ وہ ساز تھا جو طوفانی ہوا پلاسٹک کے پھڑپھڑاتے ہوئے شامیانے سے پیدا کر رہی تھی۔ گویا فضا میں ایک خوشی کی لہر دوڑ رہی تھی۔ مسرت کے شادیانے بج رہے تھے۔

سٹیج۔ سادہ سی سٹیج۔ اس پر کون لوگ بیٹھے ہیں؟۔ ان میں کینیڈا کے وفاقی اور صوبائی وزراء بھی ہیں چیف منسٹر اور پرائم منسٹر کے نمائندے بھی ہیں۔ تین شہروں کے میئر بھی موجود ہیں۔ سکھوں اور ہندوؤں کے نمائندے بھی نمایاں ہیں۔ اور درمیان میں تشریف فرما ہیں۔ حضرت امام جماعت احمدیہ مجسّم شفقت و محبت۔ چہرے پہ نُور۔ آنکھوں میں چمک۔ الفاظ میں ملائمت بھی اور جلال بھی۔ حمد بھی اور ثناء بھی۔ عاجزی بھی اور اظہارِ تشکر بھی۔ معززین، جنہوں نے بقول انگریزی اخبار (جس نے دونوں روز اس تقریب کی بڑی بڑی تصاویر شائع کیں اور خوبصورت رپورٹ پیش کی) حضرت امام جماعت کی قیادت میں محض حیرا میں پہنے چند منٹ پیشتر خوبصورت عمارت کا معائنہ کیا، بے قرار ہیں کہ اظہارِ خیال کریں۔ ایک معزز مہمان اُٹھتے ہیں اور بیت کی تعریف کرتے ہیں۔ بیت بنانے والوں کی کارکردگی سراہتے ہیں۔ ایک اور مہمان اس خواب کا تذکرہ کرتے ہیں جو جماعت کے بزرگوں نے دیکھا اور آج اُسی کی تعبیر پالی۔ ایک اور محبت بھرے انداز میں حضور سے گلہ کرتے ہیں کہ آپ کا قیام اس ملک میں اتنا مختصر کیوں ہے؟ دوسرے بڑے جذباتی انداز میں اُس شفقت کا ذکر کرتے ہیں جو دورانِ ملاقات انہیں حضور سے ملی۔ ایک اور سخت سرد موسم میں حضور کی آمد سے محبت کی گرمی کا ذکر کر کے خوش ہوتے ہیں۔ یہ باتیں کہنے والے تھے وہ معزز وزراء جو خاص طور پر اس تقریب کے لئے تشریف لائے۔ شہر کی میئر اٹھتی ہیں تو شہر کی کنجی حضور کی خدمت میں پیش کرتی ہیں۔ حضور فرماتے ہیں "کہتے ہیں یہ ایسی چابی ہے جو کوئی در نہیں کھولتی۔ مگر اس نے تو میرے دل کے در کھول دیئے۔" مہمانانِ گرامی تالیاں بجا کے اپنی مسرت کا اظہار کرتے ہیں مگر افرادِ جماعت تالی نہیں بجاتے۔ وہ نعرے بلند کر کے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کرتے ہیں۔ آخر اس تقریب کے مہمانِ خصوصی حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ تقریر کے لئے کھڑے ہوتے ہیں۔ وہی تبسم لب وہی دلنواز مسکراہٹ۔ وہی چمکتی ہوئی آنکھیں۔ چہرے پہ طمانیت۔ تکلم میں متانت۔ خطاب شروع ہوتا ہے۔ "اگر دُنیا کو امن کا گہوارہ بنانا ہے تو خدا کی محبت اپنے اندر پیدا کرو۔ محبت ہی امن کی ضامن ہے اور بیت الذکر کی تعمیر کا ایک اہم مقصد دُنیا میں امن کا قیام ہے۔" پُر شوکت آواز حاضرین کو مسحور کئے دے رہی ہے۔ مغربی دُنیا کے لوگ، مذہب کی بھیانک تصویر سے شناسا، اس چونکا دینے والے انکشاف سے مذہب کے اس دلفریب پہلو سے آگاہی پر، اس محبت و آشتی کے پیغام سے متحیّر بھی ہیں اور مسرور بھی۔ حیرانی طمانیت میں بدل جاتی ہے۔ بھیانک تصوّر زائل ہو جاتا ہے۔ فاصلے مٹتے ہوئے معلوم دیتے ہیں۔ دل قریب آ رہے ہیں۔ ایک خوبصورت تصوّر۔ دلوں کو گرما دینے والا پیغام، مغائرت اور اجنبیت کو قربت میں بدل رہا ہے۔ ایک معجزہ رونما ہو رہا ہے۔ یہ پیغام محبت فضاؤں کو چیرتا ہوا چار دانگِ عالم میں پھیل جاتا ہے۔ آج یہ آواز دُنیا کے دُور دراز کونوں تک پہنچ رہی ہے۔ یہ ایک تاریخ ساز لمحہ ہے۔ آج پانچواں برّ اعظم بیک وقت اس پیغام کو سُن رہے ہیں۔ آج وہ بات ایک انوکھے رنگ میں پوری ہو رہی ہے جو حضرت بانیٔ سلسلہ نے آج سے سو سال قبل اللہ تعالیٰ سے اطلاع پا کر فرمائی تھی! "میں (تیرے پیغام) کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔" آج بیک وقت یہ پیغام زمین کے کناروں تک پہنچ رہا ہے۔ آج کا دن تاریخ احمدیت میں ایک یادگار دن رہے گا۔ آج یہ آواز فضاؤں کو چیرتی ہوئی سب پابندیوں کو توڑتی ہوئی ہر شہر و قریہ۔ ہر ملک اور ریاست میں سُنی جا رہی ہے۔ ایک معجزہ رونما ہو چکا ہے۔ تقریب اپنے اختتام کو پہنچی۔ مگر یہ کیا باہر تو آسمان سے بتاشے برس رہے ہیں۔ شاید آسمان شیرینی بانٹ رہا ہے۔ شاید وہ بھی خوشی منا رہا ہے۔ ہلکی ہلکی سفید برف ہر طرف بکھر رہی ہے۔ سفید برف۔ پاکیزگی و معصومیت۔ سفیدی اور نُور۔ بتاشے ہی بتاشے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یاد رفتگان ——— رشید احمد ارشد

محترم محمد شریف اعوان صاحب

محترم محمد شریف صاحب اعوان ۹ ستمبر ۱۹۹۲ء بعمر ۵۹ سال اچانک بعارضہ ہارٹ اٹیک بقضائے الٰہی انتقال فرما گئے اگلے روز بروز جمعرات مورخہ ۱۰ ستمبر ۱۹۹۲ء کو مکرم مولانا فضل اللہ صاحب طارق مربی سلسلہ دوالمیال نے جنازہ پڑھایا اور مقامی قبرستان میں بعد از تدفین مکرم غلام محی الدین صاحب نے دعا کروائی۔ آپ مکرم و محترم احمد دین صاحب صدر جماعت احمدیہ دھرکنہ کے سب سے بڑے بیٹے تھے۔ جنہیں بڑھاپے میں اپنے جوان بیٹے کا صدمہ دیکھنا پڑا۔ آپ پیدائشی احمدی۔ نڈر اور دلیر تھے۔ نہایت ملنسار مہمان نواز خوش اخلاق اور غریبوں کے ہمدرد تھے۔ گو جذباتی تھے مگر بہت سی خوبیوں کے مالک تھے۔ جہاں جہاں رہے اپنے آپ کو احمدی ہونے سے نہ چھپایا۔

میرے بھائی اپنے پیچھے بیوہ چار بیٹے اور چار بیٹیاں اپنی یادگار چھوڑ گئے ہیں۔ تمام بچے ابھی چھوٹی عمر کے ہیں یہ صدمہ ہمارے بزرگ والد صاحب اور ہم بہن بھائیوں کے لئے بہت بڑی آزمائش اور صبر کا امتحان ہے۔ احباب جماعت کی خدمت میں عاجزانہ درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو اپنی رحمت کی چادر میں ڈھانپ لے اور جنت میں مقام دے۔ نیز ہمیں صبر جمیل کی توفیق دے۔ میرے بھائی کے بچوں اور بیوی کو خوش حال بنائے اور ہر لمحہ وہر آن حافظ و ناصر ہو۔ بچوں کو دین کا خادم بنائے۔ اور دنیاوی نعمتوں سے مالا مال فرمائے۔

ناخوشگوار موسمی حالات اور شدید بارشوں کے باوجود جماعت احمدیہ دوالمیال، بھون، ملکہ کہار اور چکوال کے احباب نے نہ صرف جنازہ میں شامل ہو کر نیک اور محبت بھرے جذبات کا اظہار فرمایا بلکہ دوالمیال جماعت کے نوجوان دوست دھرکنہ میں ہمارا اکیلا گھر احمدی ہونے کی وجہ سے اور موسمی خرابی کے باعث قبر تیار کرنے کی خاطر پہلے پہنچ گئے تھے۔ گو قبر پہلے تیار ہو چکی تھی مگر میں ان کے جذبات کی قدر کرتا ہوں۔ خاکسار تمام احباب کا مشکور اور ممنون ہے اور دعا کی درخواست کرتا ہے۔

غلام باری سیف

محترم ماسٹر عبدالحمید صاحب

میرے بہنوئی زعیم انصار اللہ رحمان پورہ (گھسیٹ پور) ضلع فیصل آباد دیوانی وال تحصیل بٹالہ کے رہنے والے تھے۔ دیوانی وال قادیان سے بٹالہ کو جانے والی کچی سڑک کے کنارہ آباد تھا۔ سڑک پر ایک چھوٹا سا تکیہ اور کنواں تھا۔ حضرت بانی سلسلہ بٹالہ جاتے وقت کچھ دیر رک کر اس کنوئیں سے پانی نوش فرماتے کہ اس کا پانی ٹھنڈا اور شیریں تھا۔ اس گاؤں میں ایک خاندان آباد تھا۔ اس خاندان کے ایک نوجوان غلام دستگیر صاحب منشی فاضل کا امتحان دینے قادیان آئے۔ حضرت میر محمد اسحاق کی شفقت اور درس و تدریس انہیں احمدیت میں لے آئی اب یہ چوہدری غلام دستگیر صاحب نائب امیر فیصل آباد ہیں اور سلسلہ کے نمایاں خادم۔ ان کے ماموں زاد ماسٹر عبدالحمید تقسیم کے بعد گھسیٹ پور حال رحمان پورہ میں آباد ہوئے تقسیم ملک سے پہلے آپ ملٹری میں ملازم تھے۔ تقسیم ملک سے پہلے ریٹائر ہو کر گھر آگئے۔ پھر کاٹھیوال سے گھسیٹ پور آگئے اور معلمی کا پیشہ اختیار کیا۔ سلسلہ کے کاموں میں پیش پیش رہتے۔ کسی خدمت سے گریز نہ کیا ریٹائر ہو کر یہیں آباد ہو گئے۔ آپ کے تین بچے فیصل آباد میں ملازم اور رہائش پذیر ہیں۔

محترم ماسٹر عبدالحمید صاحب نے اپنے پیچھے ایک بیوہ، پانچ بیٹے اور ایک بیٹی چھوڑی ہے۔ بیوہ میری ہمشیرہ اکثر بیمار رہتی ہیں۔ احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمادے۔ ان کا متکفل ہو۔ سب بچے برسر روزگار ہیں۔ وہ سلسلہ اور اپنی والدہ کے خدمتگار رہیں۔ ان کی وفات پر غیر از جماعت بھائی بھی کثرت سے تعزیت کے لئے رحمان پور آئے۔ اللہ ان سب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

مختصرات

مکرمہ آمنہ بیگم صاحبہ شیخ پوری حال راولپنڈی لکھتی ہیں کہ ۱۲ اکتوبر ۹۲ء کے الفضل میں جناب صفدر نذیر صاحب گولیکی کا مضمون محترم عبداللطیف صاحب ستکوہی کے بارے میں پڑھا تو خیال آیا کہ ایک غلطی کا ازالہ ہو جائے ملک صاحب کے ننھیال ستکوہا میں اور ددھیال کنجاہ میں تھے۔ کنجاہ کو تو یہ فخر بھی حاصل ہے کہ محترم مولانا محمد صادق صاحب سماٹری بھی کنجاہ ہی میں پیدا ہوئے پھر جاوا سماٹرا میں کافی عرصہ مربی سلسلہ رہے۔

عاجزہ ۱۹۴۰ء سے ۱۹۸۸ء تک لجنہ کی خادمہ رہی اب جبکہ دل کی مریضہ ہوں اپنے بیٹے کے پاس راولپنڈی آگئی ہوں۔ احباب سے اپنی صحت کے لئے دعا کی درخواست کرتی ہوں۔

مکرم رشید احمد خان صاحب میکلوڈ روڈ لاہور ابن بابو محمد عبداللہ صاحب سابق نائب ناظر مال یکم نومبر کو کراچی میں اپنے بڑے بیٹے منیر احمد خان صاحب کے پاس بعمر ۶۴ سال وفات پا گئے۔ تقریباً ایک سال سے دل کے عارضہ سے صاحب فراش تھے۔ چند یوم سے تبدیلی ہوا کے لئے کراچی گئے ہوئے تھے۔ ۲ نومبر ۹۲ء کو ان کا جنازہ کراچی سے لاہور اور پھر ربوہ لایا گیا مکرم مولانا دوست محمد صاحب شاہد نے جنازہ پڑھایا اور قبر تیار ہونے پر دعا کرائی۔ آپ موصی تھے۔ اسلئے بہشتی مقبرہ میں دفن ہوئے۔ آپ لمبا عرصہ سرکاری ملازم رہے۔ اور نیکی اور اعلیٰ اخلاق کے ساتھ ساری زندگی گذاری۔

آپ مکرم لئیق احمد صاحب طاہر مربی سلسلہ انگلستان کے بہنوئی اور مکرم ابوالمنیر نورالحق صاحب کے سمدھی تھے۔ اپنے پیچھے تین بیٹے اور پانچ بیٹیاں چھوڑی ہیں۔ احباب ان کی بلندی درجات کے لئے دعا فرمائیں۔

مکرم عبدالمنان صاحب خوشنویس نے جاملکے چیمہ تحصیل ڈسکہ ضلع سیالکوٹ سے اپنے والد محترم ایم عنایت اللہ صاحب جالندھری فاضل کا ذکر خیر کیا ہے۔ محترم عنایت اللہ صاحب حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب جالندھری کے بھائی تھے۔ ان کی تربیت اور پرورش حضرت مولانا موصوف نے کی۔ آپ ایک متقی اور عابد و زاہد وجود تھے۔ جاملکے چیمہ میں بیت الذکر کی تعمیر و ترقی سے گہرا لگاؤ تھا۔ اپنی انتھک جدوجہد سے ۱۹۶۵ء میں بیت الذکر تعمیر کروائی اور اسکی آبادی کے لئے کوشاں رہے۔ مخلص احمدی تھے آپ کی وفات ۳۰ دسمبر ۸۴ء کو ہوئی احباب ان کی بلندی درجات کے لئے دعا کریں۔

بقیہ صفحہ ۵ سے آگے

۲۔ دوسری اہم بات اطاعت کے بعد خدمت کی آتی ہے۔ ہر ذی شعور والد اور والدہ کی یہی کوشش ہوا کرتی ہے۔ بلکہ وہ بارگاہ ایزدی میں عرض کرتے رہتے ہیں کہ الٰہی ہم کسی پر بوجھ نہ بنیں۔ والدین بے چارے تو اکثر اوقات صرف اور صرف محبت۔ چاہت۔ عزت اور پیار کے بھوکے ہوتے ہیں۔ اگر ان کو یہ چیزیں اور نعمتیں اولاد کی طرف سے آسانی اور کثرت سے میسر آجائیں تو وہ اپنی زندگی کے آخری دور میں بڑے مطمئن۔ راضی۔ شاکر اور خوش نظر آتے ہیں۔ ہم نے اکثر تجربہ کیا ہے کہ کتنی عمر رسیدہ۔ بوڑھے۔ معمر والد بغیر کسی کے خاص طور پر پوچھے اپنی اولاد کی خوشگوار ازدواجی زندگی کامیاب دنیاوی حیثیت اور آگے اس کی آل اولاد کا تذکرہ کرتے رہتے ہیں۔ لیکن کہیں کہیں شاذ و نادر ایسے والدین بھی ہوتے ہیں جو اولاد سے اپنے حقوق کے حاصل کرنے میں زیادہ اصرار آمیز رویہ اختیار کرتے ہیں یا بات بات پر ضد یا چڑچڑے پن کا اظہار کرتے ہیں۔ اس لئے اس حالت میں حکم ہے کہ ان کے آگے "اُف" تک نہ کرو۔ اس نقطہ کو اگر سمجھ لیا جائے بیوی کو سمجھا دیا جائے۔ اپنے چھوٹے چھوٹے بچوں کے ذہن نشین کروا دیا جائے تو معاملہ سلجھ سکتا ہے۔ اور گھریلو ماحول خوشگوار بن سکتا ہے۔

۳۔ آخری بات جو اطاعت اور خدمت والدین کے سلسلہ میں عرض کرنی بہت اہم اور ضروری ہے کہ یہ پوائنٹ ہمیشہ ہمیشہ پیش نظر رہے کہ اگر ہم نے اپنے والدین کا حق ادا کر دیا۔ اور احسن طور پر اس فرض سے سبکدوش ہوئے تو یہ ہماری انوسٹمنٹ ہے۔ جب ہمارا بڑھاپا آئے گا ہماری اولاد اگر خدا کو منظور ہوا تو ضرور ہماری فرمانبردار اور خدمت گذار ہوگی۔ ممکن نہیں کہ ہم اپنے بزرگوں کا خیال رکھیں اور ہمارے بچے ہماری باری پر لاپرواہی برتیں۔ یہ قانون قدرت ہے۔ ایک ہاتھ سے دیں دوسرے سے لیں۔ دونوں جہانوں میں خیر ہی خیر ملے گی۔

قائدین توجہ فرمائیں

○ کیا آپ نے تجنید سال ۹۳-۱۹۹۲ء مرکز میں ارسال کر دی ہے؟۔ اگر نہیں تو فوری ارسال فرمائیں

(مہتمم تجنید)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بقیہ : ص۱ سے آگے

جاتا ہے بعض اوقات ، اوقات کار بہت سخت ہوتے ہیں۔ شدید گرمی کی کڑکتی دھوپ میں مزدور طبقہ کام کرتا ہے۔ یا فاقوں اور قحط کی صورت میں مزدور کی اجرت گر جاتی ہے۔ لیکن ایسے عبرتناک حالات میں کم اجرت دینا استحصال کرنا ہے۔ شدید موسمی حالات میں مثلاً سخت گرمی میں انکو پانی، شربت، کھانے وغیرہ کی اضافی سہولت دے کر یا اجرت بڑھا کر ہی حقدار کا حق ادا ہو سکتا ہے۔ انسانی فطرت اچھی طرح جان لیتی ہے کہ کسی کو اسکی محنت کا کس قدر معاوضہ ملنا چاہیئے۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا میں نے دیکھا ہے کہ پاکستان میں سخت گرمی میں مزدور تعمیراتی کام کر رہے ہیں مگر ایک اینٹ کہیں ٹیڑھی لگی یا کوئی چیز ٹوٹ گئی تو ایسے سخت ظالمانہ انداز میں گرفت کرتے ہیں جیسے وہ خود کو خدا سمجھتے ہوں اور پوری قدرت رکھتے ہوں۔ جھوٹے خدا کی یہی تعریف ہوتی ہے۔ اسی کا نام فرعونیت ہے۔ اس سے بچنا چاہیئے۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا جماعت احمدیہ کو ان باتوں کو ہمیشہ حرزِ جان بنا لینا چاہیئے۔ آنکھیں دیکھتی ہیں مگر خیانت کر جاتی ہیں۔ آنکھ دل کو پیغام ضرور پہنچاتی ہے مگر خائن کی آنکھ جھوٹی ہو جعلی ہوتی ہے۔ یہ اس پیغام کو قبول ہی نہیں کرتی۔ اچھی چیز پر نظر نہیں ڈالتی اور صرف بری پر نظر ڈالتی ہے۔ اس بات پر جتنا غور کریں امانت کے مضمون کا گہرا عرفان حاصل ہوتا جاتا ہے۔

اس کی مثالیں بیان کرتے ہوئے حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ ایمان والوں کو سمجھانے کے لئے حضرت نوح اور حضرت لوط علیہما السلام کی بیویوں کی مثال بیان کی گئی ہے۔ یہ دونوں عورتیں خدا کے ایسے پاکباز بندوں کے عقد میں تھیں جو صالح، نیک اور امانتوں کا حق ادا کرنیوالے تھے ان عورتوں نے ان کا حق ادا نہیں کیا اور خیانت سے کام لیا۔ لیکن ان کی خیانت کی وجہ سے کسی شفاعت کرنے والے کی شفاعت ان کے کام نہ آسکی اور قیامت کے دن ان کے بارے میں یہ فیصلہ ہوا کہ ان کو جہنم میں ڈال دیا جائے۔ دوسری طرف نیکی کی مثال بیان کرتے ہوئے بھی دو پاکباز عورتوں کی ہی مثال بیان کی گئی۔ یعنی حضرت مریم اور فرعون کی بیوی حضرت آسیہ کی مثال بیان ہوئی حضرت مریم کی مثال میں بتایا گیا کہ شیطان کے مَس کے بغیر روحانی اولاد حاصل ہو سکتی ہے۔ ورنہ روحانی ترقی حاصل کرنے کے لئے انسان ہزاروں کوششیں کرتا ہے جگہ جگہ نفس دھوکے دیتا ہے۔ خوابوں اور الہامات کے غلط سلط مطالب کرتا ہے۔ لیکن حضرت مریم نے کسی ناپاکی کے خیال کو دل میں بھی نہیں آنے دیا۔ اس سے یہ بتایا گیا کہ ایمان والے کی پاکیزگی اسکے دل کی پاکیزگی سے وابستہ ہے۔

اس ضمن میں حضرت امام جماعت احمدیہ نے حضرت یوسف علیہ السلام کی مثال بیان کی۔ ان کو جب قید خانے سے رہائی ملنے لگی تو انہوں نے رہائی سے انکار کیا اور کہا کہ جب تک میری پاکیزگی کی گواہی مجھ پر الزام لگانے والی عورت نہ دے دے میں قید سے باہر نہیں آؤں گا تاکہ میرے سابق مالک کو یہ پتہ چل سکے کہ میں نے اسکی غیر حاضری میں کوئی خیانت نہیں کی۔ اللہ تعالے نے حضرت یوسف کو ان کی اس قربانی کا یہ اجر دیا کہ وہ قید خانے سے رہا ہو کر عزیز مصر کے تابع اس کے اقتدار میں شامل ہو گئے۔ سارے خزائن آپ کے سپرد ہو گئے اور جس کے پاس خزانہ ہو اصل طاقت تو اسی کے ہاتھ میں ہوتی ہے۔ اس طرح سے اللہ تعالے نے بتایا کہ جو خیانت سے بچتا ہے تو اللہ تعالے کی تائید و حفاظت بھی اسی کو عطا ہوتی ہے۔

حضور ایدہ اللہ تعالے نے فرمایا کہ اللہ نے کہا ہے کہ وہ امانت کا حق ادا کرنے والے ایمان والوں کا دفاع کرے گا۔ اس میں چھوٹی چھوٹی خیانتیں کرنے والوں اور چھوٹی چھوٹی ناشکریاں کرنے والوں کے دفاع کا بھی ذکر ہے۔ یہ معمولی کمزوریاں ایمان والوں سے بھی سرزد ہو جاتی ہیں۔ لیکن ان کو جاننا چاہیئے کہ اپنے اوپر نظر رکھے ورنہ یہ باتیں بڑھ جائیں تو خدا کے فیض سے محروم بھی کر سکتی ہیں۔

حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع ایدہ اللہ تعالے نے فرمایا کہ میں اس مرحلے پر اہل پاکستان کو ایک خصوصی پیغام بھی دینا چاہتا ہوں۔ وہ یہ ہے کہ وہ بدیاں جو مغرب میں پیدا ہو چکی ہیں وہ بڑی تیزی سے مشرقی ممالک میں بھی گھر بنا رہی ہیں۔ ان میں سے آج تیزی سے پیدا ہونے والی بدی جنسی بے راہ روی اور فحاشی ہے۔ پاکستان میں یہ بدی اتنی تیزی سے پھیل رہی ہے کہ عقل حیران رہ جاتی ہے کہ کیوں کسی کو اس کے ازالے کی فکر نہیں ہے پاکستان میں گندی فلموں اور بے حیائی کی تصاویر کا کاروبار اتنا پھیل گیا ہے کہ یورپ کے سب سے زیادہ بے حیا شہروں میں بھی اتنا نہیں ہے۔ یورپ اور مغرب کے شہروں میں ایک اچھی بات یہ ہے کہ وہاں کی حکومتیں اور پولیس پوری دیانت داری سے ان برائیوں کے پیچھے پڑی رہتی ہے ان ملکوں میں ان کاروباروں کو تحفظ حاصل نہیں ہے۔ لیکن پاکستان میں حکومتوں کو بھی یہ فکر نہیں کہ عوام کے اخلاق کیسے ہیں۔ لیڈروں کو بھی شعور نہیں کہ دینی قدریں کیا ہیں اور برائیاں کس طرح فروغ پا رہی ہیں۔

حضور ایدہ اللہ تعالے نے جماعت احمدیہ سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا کہ خاص طور پر احمدی نوجوانوں پر اپنے نظام کی نگرانی رکھیں کیونکہ جب بدی عام پھیل جائے تو اس کے اثرات ہر جگہ پھیل جاتے ہیں۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ احمدی معاشرہ ان برائیوں سے کلیتہً پاک رہے۔ سمندر میں کپڑا پھینکا جائے تو پانی اسمیں لازماً سرایت کرے گا ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ کوئی کپڑا کم پانی جذب کرے اور کوئی زیادہ جذب کرے۔ اسلئے جماعت احمدیہ کو بیدار مغزی مسلسل محنت اور توجہ سے کام لے کر اپنے معاشرے کی حفاظت کرنا ہو گی۔ ورنہ ایک بار یہ بدیاں راہ پا گئیں اور ہو سکتا ہے کہ کچھ نہ کچھ راہ پا بھی گئی ہوں تو اس کے سخت خطرناک نتائج برآمد ہوں گے۔ اور حضرت نوحؑ اور حضرت لوطؑ کی بیویوں کی مثال صادق آجائے گی۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ میں ان برائیوں کا تجزیہ کر کے یہ بھی بتانا چاہتا ہوں کہ یہ کیوں مضر ہیں۔ حضور ایدہ اللہ تعالے نے فرمایا واقعہ یہ ہے کہ بے حیائی وقتی طور پر تحریک اور تموّج پیدا کرتی ہے اور بے حیائی کے نظارے عارضی لطف لاتے ہیں۔ اور خیال یہ ہوتا ہے کہ ان نظاروں سے بہتر رنگ میں لطف حاصل کیا جا سکے گا۔ لیکن ہر گناہ فطرت کے خلاف ہوتا ہے اور نتیجہ ہمیشہ الٹ نکلا کرتا ہے۔

دور طالب علمی کا ایک واقعہ

اس مرحلے پر حضرت امام جماعت احمدیہ نے اپنے دور طالب علمی کا ایک واقعہ بیان فرمایا۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ جب میں گورنمنٹ کالج لاہور میں پڑھا کرتا تھا۔ تو میری ایک دفعہ ایک سینئر طالب علم سے گفتگو ہوئی وہ مغربیت کا بڑا حامی اور پردے کا سخت مخالف تھا میں نے اسے بتایا کہ پردہ انسان کے لطف کی راہ میں حائل نہیں ہوتا بلکہ انسان کے لطف کی حفاظت کرتا ہے۔ اللہ نے انسان کو لمبی زندگی عطا کی ہے۔ جہاں پردہ رائج ہو وہاں یہ نہیں ہوتا کہ انسان روحانی جذبات سے عاری ہو جائے۔ ہمارے شاعروں نے تو محبوب کی ایک جھلک کے بارے میں بتایا ہے کہ وہ ایسی کیفیات عطا کر جاتی ہے کہ بے حیا سوسائٹی میں ایسا لطف کبھی مل ہی نہیں سکتا۔ ہر روز جو چیز بے حجاب دیکھی جائے وہاں یہ لطف نہیں مل سکتا اور بے پردگی کا نقصان یہ بھی ہوتا ہے کہ بے پردگی کے بعد اگلا مطالبہ لازماً بے حیائی کا ہوتا ہے۔ اس کے بعد مزید مطالبات سامنے آجاتے ہیں اور آخری مرحلہ اس کا یقیناً یہی ہوتا ہے کہ انسان جانوروں تک کے مرحلے پر پہنچ جاتا ہے۔ لیکن جانور تو عقل و شعور سے عاری ہیں اس لئے وہ گناہ گار نہیں ہوتے۔ جانوروں میں جو بے جھجک اور بے تکلف رسوم ہوتی ہیں وہ جب انسانوں میں آتی ہیں تو بے حیائی بن جاتی ہیں۔ پھر اس سے آگے کا کوئی مرحلہ باقی نہیں رہتا۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ اس بحث کے کئی سال بعد جب مجھے یورپ میں آنے کا موقعہ ملا تو میں نے یہاں ہپی ازم اور کئی قسم کی تحاریک دیکھیں۔ یہ بھی دیکھا کہ بعض عورتیں پوری طرح برہنہ ہو کر بازار میں نکل آئیں کہ ہم مطمئن نہیں ہیں۔ اب یہ کچھ اور چاہیئے۔ اور اب صورتحال یہاں تک بڑھ گئی ہے کہ تعلقات کے ساتھ ظلم کو بھی شامل کر لیا گیا ہے۔ ان کو مزا ہی نہیں آتا جب تک ظلم نہ کریں اور ماریں کوٹیں نہ۔ عورتوں پر زنجیریں برسا کر لطف حاصل کرتے ہیں۔ یہ وہ حدیں ہیں جن سے آگے جانے سے اللہ تعالیٰ نے روکا ہے۔ یہ حدیں سراب کی طرح آگے ہی آگے بڑھتی جاتی

باقی ص۸ پر

بقیہ : ص۳ سے آگے

اسلئے چندے کے وقت بھی بھائی کو آگے آنا چاہیئے۔ نہ کہ بہن کو انگلستان میں یہ رواج ہے کہ وہ عزت کے ہر کام میں عورتوں کو آگے رکھتے ہیں۔ ہر عزت کے موقعہ پر وہ کہیں گے لیڈیز فسٹ۔ بیگمات پہلے چلیں۔ اگر کمرے میں داخل ہونا ہو تو کہیں گے لیڈیز فسٹ۔ کھانے پر بیٹھیں گے تو کہیں گے لیڈیز فسٹ غرض ہر کام میں وہ عورتوں کا بہت احترام کرتے ہیں۔ خدا تعالے کے فضل سے ہمارے مرد ایسے تو نہیں کہ وہ خود پیچھے بیٹھ رہیں اور عورتوں سے کہیں تم آگے بڑھو۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بقیہ صـ۷ سے آگے

ہیں۔ اور تشفی نہیں ہوتی۔ جو لوگ گندی فلموں اور تصویروں کے ذریعے تحریک حاصل کرتے ہیں ان کے نفس پاکبازوں کے مقابلے میں بہت جلد مر جاتے ہیں چنانچہ آج کل دنیا میں سب سے زیادہ نااہل مرد امریکہ میں ہیں۔ جہاں بے حیائی اتنی بڑھ چکی ہے کہ لذت اور لطف باقی ہی نہیں رہا۔ حد سے زیادہ بے حیائی میں جو مزا ہے وہ تو بس ایک دھوکا ہے جس کی پیروی سے وفا اٹھ جاتی ہے۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ جو ایسی فلمیں دیکھتے ہیں وہ اکیلے نہیں رہتے پہلے ایسا ہوتا ہے کہ خاوند گھروں میں لاکر بیویوں کو دکھاتے ہیں پھر بعض دوستوں کو ان کی بیویوں کے ساتھ بلاتے ہیں اور اکٹھے بیٹھ کر دیکھتے ہیں۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ خود بھی بے حیا اور بے وفا ہو جاتے ہیں۔ اور دوست بھی بے حیا اور بے وفا ہو جاتے ہیں۔ معاشرے سے قدریں اٹھ جاتی ہیں۔ پھر تو بوہیمین (کھلے عام بے حیائی کرنے والے) بننا پڑے گا۔ جانوروں کے معیار تک گرنا پڑے گا۔ اور پھر ان تصویروں میں ہوتا کیا ہے؟ گلیوں میں روزمرہ جو کام کتوں اور مویشیوں کو کرتے دیکھتے ہو، انسان بے حیائی میں اس سے آگے تو نہیں بڑھ سکتا۔

سالہا سال پرانی بات کی تصدیق

حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ نے بتایا کہ سالہا سال قبل میں نے جو بات اپنے ساتھی طالب علم کو کالج میں کہی تھی بعینہٖ وہ پوری ہو چکی ہے۔ لطیف معیار کو ناقص کرتے کرتے جانوروں کے معیار تک مغربی معاشرہ آگیا ہے اور پھر بھی وہ لذت حاصل نہیں ہوتی حتیٰ کہ وہ مراحل آجاتے ہیں کہ آگے سے آگے بڑھتے ہوئے جہنم کا نقشہ سامنے آجاتا ہے جو ھل من مزید، اور بھی کچھ ڈال دے کا مطالبہ کرتی ہے نفس کی جہنم تو بھرنے والی نہیں ہے۔

حضور ایدہ اللہ نے نصیحت فرمائی کہ اپنے سکون اور طمانیت کو برباد نہ کرو۔

امریکہ میں جو جرائم بہت شدت سے فروغ پا رہے ہیں ان کا بے حیائیوں سے گہرا تعلق ہے۔ اور غریب ملکوں کو تو امیر ملکوں کی عیاشیاں ہضم بھی نہیں ہو سکتیں۔

حضرت امام جماعت احمدیہ نے فرمایا کہ میں پاکستان اور ہندوستان کی جماعت ہائے احمدیہ کے علاوہ یورپ کی جماعتوں کو بھی یہ نصیحت کرتا ہوں کہ خیانت کے مضمون کا معاشرے سے جو تعلق ہے اس مضمون کو پوری طرح سمجھیں۔ حضرت نوح اور حضرت لوط علیہما السلام کی بیویوں کی جو مثال بیان کی گئی ہے اس سے یہ سمجھنا چاہیئے کہ جب انبیاء کی بیویوں کو اتنی سخت سزا دی جا رہی ہے تو اس میں عورتوں کے لئے خصوصیت سے نصیحت ہے کہ وہ ہر اس خیانت سے خود کو بچائیں جو ان کے خاوندوں یا دوسرے تعلق والوں کے خلاف ہے۔ ان مردوں کو بھی نصیحت ہے کہ جو اپنی بے حیائیوں سے اپنی بیویوں کو خائن بناتے ہیں کہ اگر وہ خیانت کریں گے تو خدا ان کو چھوڑ تو نہیں دے گا۔

اس مضمون کے تسلسل میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے پاکستان میں بڑھتی ہوئی بے پردگی کی رَو کا ذکر فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ اگر کام پر جانے والی عورتیں ایسی بے پردگی کرتی ہیں جس کا بے حیائی سے کوئی تعلق نہیں تو اسے بے پردگی نہیں کہا جا سکتا۔ جن معاشروں میں بے حیائی اصل محرک ہو وہاں اصل وجہ یہ ہوتی ہے کہ عورت بے پردگی کے نام پر خود کو خوبصورت بنا کر تعلقات استوار کرتی ہے۔ رمز و کنایہ اور بے تکلف نمائش سے بدی کے راستے کھولنے کا سبب بن جاتی ہے۔ اگر ایسا نہ ہو تو اللہ تعالیٰ عورتوں کو جکڑنے کی اجازت نہیں دیتا۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ لیکن جو ان پابندیوں سے آگے بڑھتی ہیں اور بحث کرتی ہیں نہ میں ان سے بحث کر سکتا ہوں اور نہ جماعت والے بحث کر سکتے ہیں ان سے خدا تعالیٰ ہی بحث کر سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس بدی سے اور اس کے ہولناک بد نتائج سے بچائے۔

خبریں

○ ربوہ: ۱۴ر نومبر موسمی کیفیت اعتدال پر ہے۔

○ وزیر اعظم نے کہا ہے کہ اپوزیشن لانگ مارچ کسی بیرونی طاقت کے اشارے پر کر رہی ہے اور ملک میں ہونے والی ترقی اور معیشت کو نقصان پہنچانے کی ایک سازش ہے اور عوام اس کو ہرگز کامیاب نہیں ہونے دیں گے۔

○ قائد حزب اختلاف بے نظیر بھٹو نے کراچی میں ایک پریس کانفرنس میں کہا ہے کہ لانگ مارچ اب نہیں رک سکے گا۔ عوام فیصلہ کر چکے ہیں کہ وہ مر جائیں گے لیکن پیچھے نہیں ہٹیں گے۔ ہمارا فوج سے کوئی خفیہ معاہدہ ہوا ہے نہ صدر سے کوئی سودے بازی کی ہے۔

○ پی ڈی اے اور این ڈی اے میں لانگ مارچ قومی حکومت کے قیام، مناسب وقت پر اسمبلیوں سے اجتماعی استعفوں اور غیر جانبدار الیکشن کمیشن کے قیام پر اتفاق رائے ہو گیا ہے۔

○ جمیعت علمائے اہل حدیث نے بھی لانگ مارچ میں شامل ہونے کا اعلان کر دیا ہے۔

○ جمیعت علمائے اسلام اور اسلامی قومی محاذ کے جنرل سیکرٹری مولانا فضل الرحمن نے کہا ہے کہ لانگ مارچ کی کامیابی یا ناکامیابی سے ہمارا کوئی تعلق نہیں۔

○ تحریک نفاذ فقہ جعفریہ پاکستان نے عوامی لانگ مارچ میں بھرپور شرکت کا فیصلہ کیا ہے۔

○ پاکستان کے ۹ بشپ صاحبان نے ایک بیان میں کہا ہے کہ شناختی کارڈ میں مذہب کا خانہ درج کر کے پاکستانیوں کو تقسیم کر دیا گیا ہے۔ اقلیتوں کو دوسرے درجے کا شہری بنایا جا رہا ہے۔ اور ہمارے حقوق مرحلہ وار غصب کئے جا رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ہمارا پر امن احتجاج جاری رہے گا۔

○ فیصل آباد کے بشپ جان جوزف نے کہا ہے کہ شناختی کارڈ میں مذہبی خانہ کے اضافہ پر پورے پاکستان کے مسیحی عنقریب "کام چھوڑ تحریک" کا آغاز کریں گے۔ انہوں نے کہا کہ ہم یہ مسئلہ عدالت میں بھی لے جائیں گے۔

اوقاتِ کار کیور ٹو کلینک
موسم سرما
پہلا وقت: ۸-۳۰ تا ۲-۰۰
دوسرا وقت: ۴ تا ۶-۳۰
کیور ٹو کلینک، گول بازار، ربوہ فون ۴۰۶/۷۷۱
انچارج: ہومیو پیتھک ڈاکٹر راجہ نذیر احمد ظفر

خدام کے لئے سنہری موقعہ
(۱) ہماری فیکٹری میں گیس ویلڈنگ الیکٹرک ویلڈنگ، خراد کا کام اور ربڑ کا کام سکھایا جاتا ہے۔ دوران ٹریننگ -/۸۰۰ روپیہ ماہانہ وظیفہ دیا جائے گا۔ رہائش کا بھی انتظام ہو گا۔ دیہاتی خدام کو ترجیح دی جائے گی۔
(۲) آفس ورک کیلئے آدمی۔ تعلیم کم از کم میٹرک (عمر ۲۵ تا ۳۵ سال)
میاں بھائی
پتہ برائے رابطہ: فیکٹری کمانی پٹہ گلی برف خانہ رانا اقبال نزد الفرخ مارکیٹ۔ کوٹ شہاب الدین جی ٹی روڈ۔ شاہدرہ۔ لاہور
فون ــــ ۷۱۱۷۷۹ ــــ ۷۱۰۹۳۶

حبوب مفید اٹھرا
۱۵ گرام -/۱۶
۶۰ گرام -/۴۸
اکسیر اولادِ نرینہ (کورس) -/۱۵۰ روپے
زد جام عشق خاص -/۴۰ روپے
روشن کاجل -/۵ روپے
تریاق معدہ -/۱۰ روپے -/۲۰ روپے
دوا تدبیر ہے اور دعا اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کرتی ہے
ناصر دواخانہ ربوہ رجسٹرڈ